

## اشارات

گذشتہ ماہ دسمبر کی ابتدا میں امریکہ کے قانونِ تحریمِ خمر (Prohibition Law) کی تاریخ کا باقاعدہ اعلان ہو گیا اور تقریباً چودہ برس کے بعد نئی دنیا کے باشندوں نے پھر شہرے سے ”تری“ کے حد و دیں قدم رکھا۔ جمہوریہ امریکہ کی صدارت پر شروز ولٹ کا فائز ہونا شہرے پر تری کی فتح کا پہلا اعلان تھا اس کے بعد اپریل ۱۹۳۳ء میں ایک قانون، ۲۲ ویں صدی الکحل کی شراب کو جائز کیا گیا اور چند مہینے نہ گزرے تھے کہ دستور جمہوریہ امریکہ کی اٹھارویں ترمیم ہی منسوخ کر دی گئی جس کی رو سے ریاستہائے متحدہ کے حد و دیں شراب کی خرید و فروخت درآمد و برآمد اور ساخت و پرواخت حرام قرار دی گئی۔

قانون کے ذریعہ سے اخلاق و معاشرت کی اصلاح کا یہ سب سے بڑا تجربہ تھا جس کی مثال

دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اٹھارویں ترمیم سے پہلے کئی سال تک اینٹی سیلون لیگ (Anti-saloon League) رسائل و جرائد، خطبات، تصاویر، میمبک لینٹرن، سینما اور بہت سے دوسرے طریقوں سے شراب کی مضر تیں اہل امریکہ کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ اور اس تبلیغ میں اس نے پانی کی طرح روپیہ بہایا۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ تحریک ابتدا سے لے کر ۱۹۲۵ء تک نشر و اشاعت پر ساڑھے چھ کروڑ ڈالر صرف ہوئے، اور شراب کے خلاف جس قدر لٹریچر شائع کیا گیا وہ تقریباً ۹ ارب صفحات پر کل تھا۔

اس کے علاوہ قانون تحریم کی تنفیذ کے مصارف کا جس قدر بار گذشتہ چودہ سال میں امریکی قوم کو برداشت کرنا پڑا ہے اس کی مجموعی مقدار ..... ۴۵ پونڈ بتائی جاتی ہے۔ اور حال میں ممالک متحدہ امریکہ کے محکمہ عدل نے جنوری ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۳ء تک کے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی تنفیذ کے سلسلہ میں ۲۰۰ آدمی مارے گئے، ۵۳۴۳۲۵ قید کئے گئے ..... ۱۶ پونڈ کے جرمانے عائد کئے گئے، اور ..... ۴۴ پونڈ مالیت کی املاک ضبط کی گئیں۔

جان و مال کے یہ ہولناک نقصانات صرف اس لئے برداشت کئے گئے کہ بیویں صدی کی اس "مہذب ترین" قوم کو جس کا آفتاب علم و دانش نصف النہار پر پہنچا ہوا ہے، ام المخبائث کی بے شامی روحانی، اخلاقی، جسمانی، اور مالی مضرتوں سے آگاہ کیا جائے اور محفوظ رکھا جائے لیکن تحریم سے پہلے کسی سال اور تحریم کے بعد کئی سال کی مسلسل کوششیں جن میں حکومت امریکہ کی طاقت بھی شریک تھی امریکی قوم کے غم نے خواری کے آگے ناکام ہو گئیں اور تاریخ عالم کا سب سے بڑا اصلاحی مجاہدہ "آخر کا" بے سود ثابت ہوا۔

تحریم خمر کی یہ ناکامی اور قانون تحریم کی تینچ کچھ اس وجہ سے نہیں ہے کہ شراب کی جو مضرتیں اس قانون کے وضع کرنے اور دستور جمہوریہ میں اٹھارویں ترمیم کے منظور کرنے کی باعث ہوئیں تھیں وہ اب منفعتوں سے بدل گئی ہیں۔ یا کسی نئے علمی اکتشاف نے ان خیالات کو غلط ثابت کر دیا ہے جو پہلے قائم کئے گئے تھے۔ برعکس اس کے آج پہلے سے بھی زیادہ وسیع و کثیر تجربات کی بنا پر یہ حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ قبہ گری، زنا، لواطت، چوری، قمار بازی، قتل و خون اور ایسے ہی دوسرے اخلاقی مفاسد اس ام المخبائث کے قریب ترین رشتہ دار ہیں، اور مغربی اقوام کے اخلاق و صحت ہمیشہ اور معاشرت کی تباہیوں

اس کا بڑا حصہ ہے لیکن اس کے باوجود جس چیز نے آج حکومت امریکہ کو اپنا قانون واپس لینے اور حرام کو حلال کر دینے پر مجبور کر دیا وہ صرف یہ ہے کہ امت امریکہ کی عظیم اکثریت کسی طرح شراب چھوڑنے پر راضی نہ ہوئی، اور وہی سبب ہے جس کے دوٹوٹنے اب سے چودہ برس پہلے یہ چیز حرام کی تھی، اب اس کو حلال کرنے پر اصرار کرنے لگی۔

جہاں تک ہم کو معلوم ہے، خوارا کے نقصانات سے کسی بڑے سے بڑے حامی شراب نے بھی کبھی انکار نہیں کیا اور نہ کبھی مخالفین تحریم نے شراب کے محاسن کی کوئی ایسی فہرست پیش کی جو ان قبائح کے مقابلہ میں کچھ بھی وزن رکھتی ہو۔ جس وقت امریکن کانگریس کے سامنے رائے عام کی تائید سے اٹھارویں ترمیم پیش ہوئی تھی، اس وقت ”جینگی“ اور ”تری“ کے درمیان پوری طرح موازنہ کر لیا گیا تھا، اور انہی تمام مضرتوں اور خرابیوں کا لحاظ کرتے ہوئے کانگریس نے وہ ترمیم منظور کی تھی ۱۹۱۹ء ریاستوں نے اس ترمیم کی توثیق کی تھی، دارالمبعوثین (House of Representatives) اور مجلس شیوخ (Senate) نے اس ترمیم کے مطابق قانون تحریم Volstead Act پاس کیا تھا۔ یہ سب کچھ امریکی قوم کی مرضی سے ہوا، اور جب تک تحریم کا معاملہ کاغذ اور زبان تک رہا، قوم خوش خوش اس کی تائید کرتی رہی۔ مگر جونہی کہ یہ تحریم عالم معاملہ میں آئی، تمام امت امریکہ کا رنگ بدل گیا۔ ام النجاشٹ کے ہجر میں پہلی رات بسر کرتے ہی دنیا کی سب سے زیادہ متمدن، ذی علم، ذی ہوش، حقائق پسند اور ترقی یافتہ قوم دیوانی ہو گئی، اور اس نے جوش جنون میں وہ حرکتیں شروع کر دیں جن سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ قوم مشرقی شاعری کے خیالی عاشقوں کی طرح فی الواقع اپنا سر چھوڑ ڈالے گی۔

اجازت یافتہ شراب خانوں کے بند ہوتے ہی تمام ملک میں لکھو لکھا خفیہ شراب خانے (Speak

easies and 'Blind pigs' قائم ہو گئے، جن میں قانون کی گرفت سے بچ کر شراب پینے پلانے بیچنے اور خریدنے کے عجیب عجیب طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ کسی شخص کا اپنے کسی دوست یا عزیز

کسی خفیہ شراب خانے اور اس کے مقررہ اشارے ( Password ) کا پتہ بتا دینا ایک خاص مہر بانی کا فعل سمجھا جاتا تھا۔ پہلے حکومت ان شراب خانوں کی تعداد ان کی شرابوں کی نوعیت اور ان میں آنے جانے والوں کے حالات کی نگرانی کر سکتی تھی مگر اب وہ اس کی نگرانی کے حدود سے آزاد تھے۔ اس لئے ان کی تعداد قبل تحریم کے اجازت یافتہ شراب خانوں سے کئی گنی زیادہ ہو گئی۔ ان میں قہر کم کی بدترین شرابیں فروخت ہونے لگیں جو صحت کے لئے غایت درجہ مضر تھیں اور ان میں کسٹن لٹکوں اور لٹکیوں کی آمد و رفت بہت بڑھ گئی جس کے ہولناک نتائج سے ریاستہائے متحدہ کے اہل فکر میں عام اضطراب برپا ہو گیا۔

اٹھارویں ترمیم کی برکت سے امریکہ میں شراب کی قیمت پہلے سے کئی گنی زیادہ ہو گئی۔ اس طرح بے فروشی کا پیشہ ایک بڑا منفعت پیشہ بن گیا، اور ہزاروں لاکھوں آدمی یہی کاروبار کرنے لگے۔ خفیہ شراب خانوں کے علاوہ بھرت پھیری لگانے والے فروش ( Boot legger ) پیدا ہو گئے جو گویا پھرتے پھرتے خانے تھے۔ یہ لوگ مدرسوں، دفتروں، ہونٹوں، تفریح گاہوں، حتیٰ کہ لوگوں کے گھروں تک پہنچ کر شراب بیچنے اور نئے نئے گاہک پیدا کرنے لگے۔ کم سے کم اندازہ یہ ہے کہ زمانہ قبل تحریم کی نسبت بعد تحریم کے زمانہ میں امریکہ کے مشرق وسطیٰ کی تعداد دس گنی زیادہ ہو گئی تھی۔

شہروں سے گذر کر دیہات تک میں یہ کاروبار پھیل گیا تھا۔ اور گاؤں گاؤں شراب کشید کرنے کے خفیہ کارخانے قائم ہو گئے تھے۔ تحریم سے پہلے امریکہ میں عرق کشی کے اجازت یافتہ کارخانوں کی تعداد کل چار سو تھی تحریم کے بعد سات سال کے اندر ۷۹۴۳۷ کارخانے گرفتار ہوئے۔ ۹۳۸۳۱ بھٹیاں پکڑی گئیں، پھر بھی شراب فروشی کے کاروبار میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ تحریم کے ایک سابق کسٹنر کا اندازہ ہے کہ ہم کل کارخانوں اور بھٹیوں کا صرف دو سو اسی حصہ پکڑ سکے!

اس طرح شراب کی مقدار میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ تخمینہ کیا گیا کہ تحریم کے زمانے میں امریکہ کے باشندے

ہر سال ۲۰ کروڑ گیلن شراب پی جاتے تھے یہ مقدار استعمال قبل تحریم کی مقدار سے بہت زیادہ ہے۔

پھر جو شراب اس قدر کثیر مقدار میں استعمال کی جاتی تھی وہ حد درجہ خراب اور منصرصحت تھی۔ اطباء کا بیان ہے کہ اس چیز کو شراب کے بجائے زہر کہنا زیادہ صحیح ہے۔ اس کے حلق سے اترتے ہی معدے اور دماغ پر اس کے زہریلے اثرات مترتب ہونے شروع ہو جاتے ہیں، اور دو دن تک اعصاب اس سے متاثر رہتے ہیں۔ اس کے نشے میں انسان کسی خوش باشی اور خوش فعلی کے مطلب کا نہیں رہتا، بلکہ اس کی طبیعت عہدہ ہنگامہ آرائی اور ارتکاب جرم کی جانب مائل ہو جاتی ہے۔

اس قسم کی شرابوں کی کثرت استعمال نے اہل امریکہ کی جسمانی صحت کو تباہ کر ڈالا۔ مثال کے طور پر شہر نیویارک کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریم سے پہلے ۱۹۱۵ء میں جہان الکحل کے اثر سے بیمار ہونے والوں کی تعداد (۳۷۴۱۳) اور مرنے والوں کی تعداد (۲۵۲) تھی، وہاں ۱۹۲۶ء میں بیمار ہونے والوں کی تعداد گیارہ ہزار اور مرنے والوں کی تعداد ساڑھے سات ہزار تک پہنچ گئی۔ ان کے علاوہ جو لوگ بالواسطہ شراب کے اثرات سے متاثر ہو کر ہلاک یا زندہ درگور ہوئے۔ ان کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح جرائم خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کے جرائم میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ امریکہ کے ججوں کا بیان ہے کہ ہمارے ملک کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ کبھی اتنی کثیر تعداد میں بچے بحالت نشہ گرفتار ہوئے ہوں۔ جب کم سنی کے جرائم حد سے بڑھ گئے تو اس کی تحقیقات کی گئی اور ثابت ہوا کہ ۱۹۲۰ء سے نوجوانوں کی مے خواری اور عہدہ جوئی میں سال بسال زیادتی ہوتی جا رہی ہے، حتیٰ کہ بعض شہروں میں ۸ سال کے اندر دو سو فی صدی اضافہ ہوا ہے ۱۹۳۳ء میں امریکہ کی (National

crime council کے ڈائرکٹر کرنل موس (Moss) نے بیان کیا کہ اس وقت

امریکہ کے سترین سو آدمیوں میں سے ایک آدمی جرائم پیشہ ہے۔ اور ہمارے ہاں قتل کے جرائم میں ساڑھے تین سو فی صدی اضافہ ہوا ہے۔

غرض چودہ سال کے اندر امریکہ میں تحريم خمر کے جو نتائج ظاہر ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے :-  
قانون کا احترام دلوں سے اٹھ گیا اور سوسائٹی کے ہر طبقے میں خلاف ورزی قانون کی بیماری پھیل گئی۔

تحريم خمر کا اصل مقصد بھی حاصل نہ ہوا البتہ اس کے برعکس یہ چیز حرام ہونے کے بعد اس سے بھی زیادہ پی جانے لگی جتنی حلال ہونے کے زمانہ میں پی جاتی تھی۔  
قانون تحريم کی تنفیذ میں حکومت کا اور خفیہ طریقہ سے شراب خریدنے میں رعایا کا بے حساب مالی نقصان ہوا۔ اور اس کے معاشی حالات تباہ ہو گئے۔  
اس پر مزید امراض کی کثرت صحت کی بربادی، شرح اموات میں اضافہ، اخلاق علقہ کافساد، سوسائٹی کے تمام طبقات، خصوصاً نوخیز نسلوں میں ذماتم اور قبلح کا بکثرت شائع ہونا، اور جرائم میں غیر معمولی ترقی۔

یہ نتائج اس ملک میں حال ہوسے جو بیسویں صدی کے روشن ترین زمانہ میں مہذب ترین ملک سمجھا جاتا ہے جس کے باشندے اعلیٰ درجہ کے تعلیمی یافتہ ہیں جن کے دماغ علم و حکمت کی روشنی سے منور ہیں، جو اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

یہ نتائج اس حالت میں ظاہر ہوئے جبکہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے اور کئی بار رسائے اور کتابیں شائع کر کے تمام قوم کو شراب کے نقصانات سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔

یہ نتائج اس کے باوجود ظاہر ہوئے کہ امریکی قوم کی ایک بڑی اکثریت تحریم کی ضرورت کو تسلیم کر چکی تھی، اور تحریم کا قانون اس کی مرضی سے پیش اور پاس ہوا تھا۔

پھر ان نتائج کا ظہور ایسی حالت میں ہوا جبکہ امریکہ کی عظیم الشان سلطنت ہیویں صدی کی بہترین تنظیم کے ساتھ کمال چودہ سال تک شراب نوشی اور شراب فروشی کا قلع قمع کرنے پر تلی رہی۔

جب تک یہ نتائج ظاہر نہ ہوئے تھے، حکومت اور عیبت دونوں کی اکثریت شراب کو حرام قرار دینے پر متفق تھی اس لئے شراب حرام ہو گئی۔ مگر جب معلوم ہوا کہ قوم کسی طرح شراب چھوڑنے پر راضی نہیں ہے، اور زبردستی شراب چھڑانے کا نتیجہ پہلے سے بھی خراب نکلا ہے، تو اسی حکومت اور عیبت کی اکثریت نے شراب کو حلال کر دینے پر اتفاق کر لیا۔

اب ذرا ایک نظر اس ملک کی حالت پر ڈالئے جو اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے تاریک ترین زمانے میں سب سے زیادہ تاریک ملک شمار ہوتا تھا، باشندے جاہل، علم و حکمت کا نام و نشان نہیں، تمدن و تہذیب کا پتہ نہیں، پڑھے لکھوں کا شمار انگلیوں پر ہو، اور وہ بھی ایسے کہ آج کل کے کم سواد بھی ان سے زیادہ علم رکھتے ہوں گے، موجودہ زمانے کے تنظیمی ادارات اور وسائل کی مفقود حکومت کا نظام بالکل ابتدائی حالت میں، اور اس کو بھی قائم ہوئے چند سال سے زیادہ نہ ہوئے تھے، باشندوں کا حال یہ کہ شراب کے عاشق ان کی زبان میں شراب کے تقریباً ڈھائی سو نام پائے جاتے ہیں جس کی مثال شاید دنیا کی کسی زبان میں نہیں ملے گی۔ یہ شراب کے ساتھ ان کے غیر معمولی شغف کا ثبوت ہے۔ اور اس کا فرید ثبوت ان کی شاعری ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اور لازماً حیات سمجھی جاتی تھی۔

اس حالت میں وہاں شراب کا سلب پیش ہوتا ہے، اور رسول خدا سے

پوچھا جاتا ہے کہ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ خدا کا ارشاد ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْمِرِ قُلْ فِيهِمَا  
 إِثْرٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا الْكَبِيرُ  
 من نفعيهما - (۲:۲۰)

تجھ سے شراب اور جوے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ ان سے کہدے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔ مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے زیادہ ہے۔

یہ کوئی حکم نہ تھا بلکہ محض شراب کی حقیقت بتائی گئی تھی کہ اس میں اچھائی اور برائی دونوں موجود ہیں۔ مگر برائی کا پہلو غالب ہے۔ اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ قوم کے ایک گروہ نے اسی وقت سے مے خواری چھوڑ دی۔ تاہم اکثریت بدستور شراب کی خوگر رہی۔

پھر دوبارہ شراب کے بارے میں حکم پوچھا گیا، کیونکہ بعض لوگ نشے کی حالت میں نماز پڑھتے اور غلطیاں کر جاتے تھے۔ اس پر رسول خدا نے اپنے خدا کی طرف سے حکم سنایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ  
 وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ  
 جبکہ تم جان سکو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ (۴:۴۳)

اے ایمان لانے والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ (نماز تم کو اس حالت میں ٹھہنی چاہیے۔

حکم سنتے ہی لوگوں نے مے خواری کے لئے اوقات مقرر کر لئے اور عموماً فجر اور ظہر کے درمیان یا عشاء کے بعد شراب پی جانی لگی تاکہ نشے کی حالت میں نماز پڑھنے کی نوبت نہ آئے۔ یہ نشے کی وجہ سے نماز نہ ترک کرنی پڑے۔

مگر شراب کی پہلی منقذت ابھی باقی تھی۔ نشے کی حالت میں لوگ فساد برپا کرتے تھے اور جو خرابی تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ اس لئے پھر نمائش کی گئی کہ شراب کے بارے میں صاف اور قطعی حکم



بتایا جائے۔ اس پر ارشاد ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ  
وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ  
الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ  
إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ  
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ  
وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ  
فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ - وَأَطِيعُوا اللَّهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِن  
تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا إِنَّمَا آتَيْنَا  
الْبَلْغَ الْمُبِينُ (۱۲: ۵)

اے ایمان لانے والو! شراب اور جو اور جو اور بیت اور  
پانے، یہ سب شیطان کی ساختہ و پرداختہ گندگی  
ہیں۔ لہذا تم اس گندگی سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ  
اس پرہیز سے تم کو فلاح نصیب ہوگی شیطان تو یہ  
چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے  
درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تم کو خدا کی  
یاد اور نماز سے روک دے۔ تو کیا یہ معلوم ہو جانے  
کے بعد اب تم باز آؤ گے؟ اللہ کی اطاعت کرو  
اور رسول کی بات مانو اور باز آ جاؤ۔ اگر تم نے سب سے  
کی تو جان رکھو کہ ہمارے رسول کا کام صرف اتنا ہے  
پیغام کو صاف صاف پہنچا دے۔

چاکم آتا تھا کہ وہی شراب کے رسیا اور وخت رز کے عاشق جو اس چیز کے نام پر جان دیتے تھے، بچا  
اس سے نفور ہو گئے۔ تحريم شراب کی منادی سنتے ہی شراب کے شکرے توڑ دیے گئے، مدینے کی گلیوں میں شراب کے  
ٹالے پھلے گئے۔ ایک محفل میں مے نوشی ہو رہی تھی اور دس گیارہ اصحاب شراب کے نشے میں چور تھے۔ اتنے میں  
رسول اللہ کے منادی کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی اور اسی نشے کی حالت میں حکم خدا کا یہ احترام کیا گیا۔  
کہ فوراً شراب کا دور رک گیا اور شکرے توڑ ڈالے گئے۔ ایک اور شخص کا واقعہ ہے کہ وہ شراب پی رہا تھا۔ منہ سے  
پیالہ لگا ہوا تھا۔ کسی نے آکر تحريم خمر کی آیت پڑھی۔ فوراً پیالہ اس کے لبوں سے الگ ہو گیا۔ اور پھر

تقرہ بھی حلق کے نیچے نہ اترے۔ اس کے بعد جس کسی نے شراب پی اس کو جو توں لکڑیوں، لات ہکوں سے پینا گیا، پھر چالیس کوڑوں کی سزا دی گئی، پھر اس جرم کے لئے۔ ہ کوڑوں کی سزا مقرر کر دی گئی نتیجہ یہ ہوا کہ عرب سے مے خواری کا نام و نشان مٹ گیا اَلَا مَا شَاءَ اللہ۔ اور پھر اسلام جہاں جہاں پہنچا، اس نے قوموں کو آپ سے آپ "خشک" اور پرہیزگار بنا دیا حتیٰ کہ آج بھی جبکہ اسلام کا اثر بہت ضعیف ہو چکا ہے کوئیا میں کروڑوں انسان ایسے بتے ہیں جو کسی "قانون تحریم"، اور کسی نظم تعزیری کے بغیر شراب سے کلی اجتناب کرتے ہیں مسلمان قوم میں اگر مردم شماری کر کے دیکھا جائے کہ مے خواروں کی تعداد کانی صدی اوسط کیا ہے تو شاید یہ قوم اب بھی دنیا کی تمام قوموں سے زیادہ پرہیزگار پائی جائے گی۔ پھر اس میں جو لوگ شراب پیتے بھی ہیں، وہ بھی اس کو گناہ سمجھتے ہیں، دل میں اپنے فعل پر نادم ہوتے ہیں، اور بسا اوقات خود بخود تائب ہو جاتے ہیں۔

عقل و حکمت کی ملکیت میں آخری فیصلہ تجربہ و مشاہدہ پر منحصر ہوتا ہے۔ یہ شہادت کبھی جھٹلائی نہیں جاسکتی۔ اب آپ کے سامنے ایک تجربہ امریکہ کا ہے اور دوسرا تجربہ اسلام کا۔ دونوں کا فرق بالکل ظاہر ہے، اور یہ آپ کا کام ہے کہ ان کا تقابل کر کے اس سے سبق حاصل کریں۔

امریکہ میں برسوں تک شراب کے خلاف تبلیغ کی گئی۔ کروڑوں روپیہ اس کی مضر توں کے اعلان و اشتہار پر صرف کیا گیا۔ فن طب سے، اعداد و شمار کی شہادتوں سے، عقلی استدالات سے اس کے جسمانی، اخلاقی، معاشی نقصانات اس طرح ثابت کئے گئے کہ ان سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

تصویروں کے ذریعہ سے شراب کی مضر تیں برائی العین مشاہدہ کرادی گئیں اور پوری کوشش کی گئی کہ لوگ خود اس کی خرابیوں کے قائل ہو کر اس کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ پھر قوم کی سب سے بڑی تمانیدہ جماعت (کانگریس) نے اکثریت کے ساتھ اس کی تحریم کا فیصلہ کیا، اور اس کے لئے قانون پاس

کیا گیا۔ پھر حکومت نے (اور اس حکومت نے جو اس وقت دنیا کی عظیم ترین طاقتوں میں سے ہے) اس کی خرید و فروخت، ساخت و پرداخت، درآمد و برآمد کو روکنے کے لئے اپنی ساری قوتیں صرف کر ڈالیں، مگر قوم (اور وہ قوم جو اس وقت تعلیم یافتہ اور روشن خیال قوموں کی صف اول میں ہے) اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئی؛ اور جب قوم آمادہ نہ ہوئی تو چودہ پندرہ برس کی قلیل مدت ہی میں قانون حرام کو پھر حلال کر دینے پر مجبور ہو گیا۔

دوسری طرف اسلام میں شراب کے خلاف کوئی پروپیگنڈا نہیں کیا گیا۔ نشر و اشاعت پر ایک پیسہ بھی صرف نہ ہوا۔ کوئی انٹی سیلون لیگ قائم نہیں کی گئی۔ اٹلڈ کے رسولؐ نے بس اتنا کہا کہ اٹلڈ نے تمہارے لئے شراب حرام کر دی ہے، اور جو نہی کہ یہ حکم اس زبان سے نکلا، تمام قوم (اور وہ قوم جو شراب کے عشق میں اہل امریکہ سے بڑھ کر تھی مگر اصطلاحی علم و دانش میں ان سے کوئی نسبت نہ تھی) شراب سے باز آگئی، اور ایسی باز آئی کہ جب تک وہ اسلام کے دائرے میں ہے اس کا خشکی سے "تری" کی جانب تجاوز کرنا ممکن نہیں ہے۔ خشکی کے حصار میں بند رہنے کے لئے وہ کسی حاکمانہ قوت، کسی احتساب اور کسی نظام تعزیری کے محتاج نہیں ہیں۔ اگر کوئی قوت جاہرہ موجود نہ ہو تب بھی اس سے باز رہیں گے، پھر یہ تحریم ایسی تحریم نہیں ہے جس کو کسی طرح تخلص سے بدلایا جاسکتا ہو۔ اگر تمام عالم کے مسلمان بالاتفاق شراب کی تائید میں دوٹو دے دیں، تب بھی یہ حرام کبھی حلال نہیں ہو سکتا۔

آپ اس عظیم الشان تفاوت کے اسباب پر غور کریں گے، تو اس سے چند ایسی باتیں معلوم ہوں گی جو نہ صرف شراب کے معاملہ میں، بلکہ قانون و اخلاق کے تمام مسائل میں اصول کلیہ حکم کتبہ ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ سنون حیات انسانی کی تنظیم میں اسلام اور دنیوی قوانین کے درمیان ایک بنیادی فرق ہے۔ دنیوی قوانین کا انحصار سراسر انسانی رائے پر ہے اس لئے وہ نہ صرف اپنے کلیات

بلکہ ہر جزئیہ میں عوام یا خواص کی رائے کی طرف رجوع کرنے پر مجبور نہیں۔ اور انسانی رائے کا (خواہ وہ عوام کی ہو یا خواص کی) حال یہ ہے کہ وہ ہر آن انسانی اسیال و عواطف خارجی اسباب و عوامل اور علم و عقل کے تغیر پذیر احکام سے (جو ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ صحیح ہوں) متاثر ہوتی رہتی ہے۔ ان تاثرات سے آرا و افکار میں تغیر واقع ہوتا ہے، اس تغیر سے لازمی طور پر اچھے اور بُرے صحیح اور غلط جائز اور ناجائز حرام و حلال کے معیارات بدلتے رہتے ہیں، اور ان کے بدلنے کے ساتھ ہی قانون کو بھی بدل جانا پڑتا ہے۔ اس طرح اخلاق اور تہذیب کا کوئی پائدار استقلال ناقابل تغیر معیار قائم ہی نہیں ہونے پاتا۔ انسان کا تلون قانون پر حکمرانی کرتا ہے اور قانون کا تلون انسانی زندگی پر اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی نوشق آدمی موٹر چلا رہا ہو۔ اور اس کے ناآزمودہ کارہا تھبے قاعدگی کے ساتھ اسٹیرنگ کو کبھی ادھر اور کبھی اُدھر گھما رہے ہوں۔ اس کی ان بے قاعدہ گردشوں کا نتیجہ یہ ہو گا کہ موٹر کی حرکت بھی بے قاعدہ اور غیر مستقیم ہوگی۔ وہ استقلال کے ساتھ کسی ایک شعبہ راستہ پر نہ چل سکیگی اور جب وہ آڑی رہی پڑے گا تو خود چلنے والے حضرت ہی پر اس کا اثر پڑے گا۔ کبھی وہ سیدھے راستہ پر ہوں گے اور کبھی ٹیڑھے راستہ پر، کہیں کسی گڑھے میں جا گریں گے، کہیں کسی دیوار سے ٹکرائیں گے۔ اور کہیں نشیب و فراز کے دھکے کھائیں گے۔

خلافت اس کے اسلام میں قانون و اخلاق کے کلیات تمام تر، اور جزئیات بیش تر خدا اور رسول کے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ انسانی رائے کو ان میں ذرہ برابر دخل نہیں ہے، اور جزئیات میں کسی حد تک دخل ہے بھی تو وہ صرف اس قدر ہے کہ زندگی کے تغیر پذیر حالات کا لحاظ کرتے ہوئے ہم ان کلی احکام اور جزئی نظائر سے حسب موقع نئے جزئیات متنبہ کرتے رہیں جن کو لازماً اصولِ شرع کے مطابق ہونا چاہئے۔ اس آہی و ضج قانون کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اخلاق اور تہذیب کا ایک مستقل اور غیر تغیر پذیر معیار موجود ہے۔ ہمارے اخلاقی و مدنی قوانین میں تلون کا نام و نشان تک نہیں ہے

ہمارے ہاں کل حرام آج حلال اور کل پھر حرام نہیں ہو سکتا۔ یہاں توجہ حرام کر دیا گیا وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے، اور جو حلال کر دیا گیا وہ قیامت تک حلال ہے۔ ہم نے اپنی موٹر کا امیٹنگ ایک ماہر کل کے ہاتھ میں دیدیا ہے۔ اب ہم مطمئن ہیں کہ وہ موٹر کو اور ہم کو سیدھے رستے پر چلائے گا۔ یُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ (۱۴: ۲)

اس میں ایک دوسرا اہم نکتہ بھی ہے۔ دنیوی طاقتیں انسانی زندگی کے لئے ضوابط بنانے اور اخلاق، معاشرت اور تمدن کی اصلاح کرنے کے لئے ہمیشہ اس کی محتاج رہتی ہیں کہ ہر جزئی معاملہ میں پہلے عوام کو اصلاح کے لئے راضی کریں، پھر عمل کی جانب قدم بڑھائیں۔ ان کے قوانین کی ہر دفعہ نئے نفاذ کے لئے عامہ خلائق کی رضا پر منحصر ہوا کرتی ہے اور جس اصلاحی یا تنظیمی قانون کا نفاذ عوام کی رضا کے خلاف کر دیا گیا ہو اسے بعد از خواہیہائے بسیار فسخ کرنا پڑتا ہے۔ یہ نہ صرف امریکہ کا تجربہ ہے بلکہ تمام دنیا کے تجربات اس پر شہادت دے رہے ہیں اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیوی قوانین درحقیقت اصلاح اخلاق و معاشرت کے معاملہ میں قطعاً ناکارہ ہیں۔ کیونکہ جن بگڑے ہوئے لوگوں کی وہ اصلاح کرنا چاہتے ہیں انہی کی رضا پر جو لامحالہ اس بگڑی ہوئی ذہنیت ہی کے زیر اثر ہے ان کا نفاذ منحصر ہے۔

اسلام نے اس اشکال کو ایک دوسرے طریقہ سے حل کیا ہے، اور آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اس مشکل کا کوئی حل بجز اس کے نہیں ہے۔ وہ تمدن، معاشرت اور اخلاق کے مسئلہ کو چھیڑنے، اور قوانین شریعت کی اطاعت کا مطالبہ کرنے سے پہلے انسان کو دعوت دیتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لے لے، یہ بات یقیناً انسان کی رضا پر منحصر ہے کہ وہ ایمان لائے یا نہ لائے مگر جب

ایمان لے آیا تو اس کی رضا و عدم رضا کا کوئی سوال باقی نہ رہا۔ اب خدا کی طرف سے اس کا رسول جو حکم بھی دے، اور خدا کی کتاب جو قانون بھی مقرر کرے وہ اس کے لئے واجب الطاعت ہے اس ایک اصل الاصول کے قائم ہو جانے کے بعد شریعت اسلامی کے تمام قوانین اس پر نافذ ہو جائیں گے اور کسی جزئی یا کلی مسئلہ میں اس کی رضا مندی یا نارضامندی کا دخل نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں جو کام کر دروں بلکہ اربوں روپے کے صرف اور بے نظیر تبلیغ و اشاعت اور حکومت کی زبردستی کوششوں کے باوجود نہ ہو سکا وہ عالم اسلامی میں خدا کی جانب سے رسول خدا کی صرف ایک منادی سے ہو گیا

تیسری سبق آموز بات یہ ہے کہ کوئی انسانی جماعت خواہ کتنی ہی علوم و فنون کی روشنی سے بہرہ ور ہو، اور خواہ عقلی ترقیات کے آسمان ہی پر کیوں نہ پہنچ جائے، اگر وہ الہی قوانین کی تابع فرمان نہ ہو اور ایمان کی قوت نہ رکھتی ہو، تو کبھی ہوائے نفس کے چنگل سے نہیں نکل سکتی اس پر خواہشات نفسانی کا غلبہ اتنا شدید رہے گا۔ کہ جس چیز پر اس کا نفس مال ہوگا، اس کی مضرتیں اگر آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر کے دکھا دی جائیں، اگر اس کے خلاف سائنس (یعنی پرستار ان عقل کے معبود) کو بھی گواہ بنا لاکھڑا کیا جائے۔ اگر اس کے مقابلہ میں اعداد و شمار کی بھی شہادت پیش کر دی جائے (جو ارباب حکمت کی نگاہ میں ہرگز جھوٹی نہیں ہو سکتی)، اگر اس کی فرابیاں تجربہ و مشاہدہ سے بھی ثابت کر دی جائیں، تب بھی وہ کبھی اپنے نفس کے مشوق کو نہ چھوڑے گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان میں حائے اعلیٰ پیدا کرنا اور اس کے ضمیر کی نہ صرف تشکیل کرنا، بلکہ اس میں اتنی طاقت بھر دینا کہ وہ نفس پر غالب آجائے نہ علم و حکمت کے بس کی بات ہے۔ اور نہ عقل و فرد کی۔ یہ کام بجز ایمان کے اور کسی چیز کے ذریعہ سے انجام نہیں پاسکتا۔